جلسہ دستاربندی دارالعلوم کی مختصر رپورٹ

از قلم محمد عثمان غنی بی۔ اے۔ واہ کینٹ

۷۔۸ اکتوبر ۱۹۶۷ء کو اکوڑہ خٹک کے دارالعلوم حقانیہ کی دستاربندی کا جلسہ تھا۔ جلسہ میں ملک کے اطراف واکناف سے آئی ہوئی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ۲۵ سے ۳۰ ہزار تک موجود تھی اور ملک کے مشہور و معروف علمائے کرام و اولیائے عظام بھی تشریف فرما تھے۔ بعض بیرونی ممالک کے قراء حضرات بھی تشریف لائے اور قرآن حکیم کی تلاوت فرمائی۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم کے اخلاص وللہیت کے کیا کہنے، جنگل میں منگل بنا ہوا تھا۔ چاروں طرف بجلی کے قمقموں سے جگ مگ جگ مگ ہو رہی تھی۔ دارالعلوم کی مسجد میں چراغاں تھا۔ اور تمام حاضرین جلسہ کے لئے طعام و قیام کا انتظام حیران کن تھا۔ وہ علماء و فضلاء کتنے خوش نصیب تھے جن کے سروں پر بزرگانِ دین نے دستاریں باندھیں اور ان کے اعزاء و احباب نے پھولوں کے ہاروں سے ان کی دستاربندی کی خوشی منائی۔ تین سو طلباء کو دستارِ فضیلت عطا کی گئی۔ یہ حضرات نہ صرف پاکستان بلکہ بیرون ممالک مثلاً افغانستان تک سے تعلق رکھتے تھے۔

جلسہ کا آغاز نمازِ ظہر کے بعد ہفتہ ۷ اکتوبر کو ہوا جس میں حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور نے اہل سنت والجماعت کے موضوع پر ایک بصیرت افروز تقریر فرما کر موجودہ دور کے کئی فتنوں کا ایسے علمی انداز میں رد کیا کہ ملحدین امت کو گمراہ نہ کر سکیں گے۔ ہمارے اکابر جذبات کی رو میں نہیں بہتے بلکہ دلیل دے کر بات کرتے ہیں۔ نماز مغرب کے بعد راولپنڈی کے حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب کی تقریر پشتو زبان میں ہوئی۔ اس وقت بھی جبکہ دارالعلوم میں باہر سے آنے والے تمام لوگوں کو کھانا دیا جا رہا، پنڈال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اس نشست کی صدارت مشہور مخیر اور جید عالم دین مولانا الحاج میاں مسرت شاہ کاکاخیل رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم حقانیہ نے فرمائی۔ اسی نشست میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے دارالعلوم کے پچھلے ۶ سال کی تفصیلی کارگذاری پر مشتمل مفصل رپورٹ پڑھ کر سنائی جو "الحق" کے علاوہ الگ بھی چھپ چکی ہے۔

جلسہ کی دوسری نشست ہفتہ نماز عشاء کے بعد تھی۔ آغاز جلسہ مولانا قاری سعید الرحمان صاحب خطیب جامع مسجد راولپنڈی کی تلاوت سے ہوا۔ اس کے بعد جمعیۃ علماء اسلام کے امیر حضرت حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں ارشادات فرمائے۔ آپ نے

فرمایا کہ جو لوگ اس جلسہ میں موجود ہیں وہ رحمتوں سے جھولیاں بھر کے جائیں گے۔ دامن پھیلانے کی دیر ہے دامن بھرنے میں دیر نہیں۔ رحمت کا دریا موجزن ہے۔ پھر فرمایا دارالعلوم حقانیہ میں قرآن و حدیث کی آواز بلند ہوتی ہے۔ اور انشاء اللہ ہوتی رہے گی جس مدرسہ میں قرآن پڑھایا جاتا ہے وہ مدرسہ بھی شان والا۔ جس سینے میں قرآن آگیا وہ سینہ بھی شان والا۔ آپ نے فرمایا ملک میں خدا کا دین قائم رہا تو ملک بھی بچ جائے گا۔ اور اگر خدا کے دین کی بیخ کنی کی گئی تو ملک بھی مٹ جائے گا۔ اس لئے اپنے دین اور ملک کی حفاظت علماء پر عائد ہوتی ہے۔ آپ نے مولانا عبدالحق صاحب کی کوششوں کو سراہا اور فرمایا کہ حدیث پاک کی تکرار کرتے چلیں۔ یہی صراط مستقیم ہے۔ آج ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے اسلام کے اساسی ارکان اور معتقدات پر حملہ کرنے کی سعی کی ہے۔ اس ضمن میں صحابہ کرام بالخصوص حضرت عثمانؓ پر کیچڑ اچھالا جا رہا ہے۔ تاکہ اسلام کی یہ اساس قابل اعتماد نہ رہے۔ آپ نے فرمایا دین کی بنیاد بزرگوں کے ادب پر قائم ہے۔ اور طلبہ و اہل علم کو بیش قیمت نصائح فرمائے۔ حضرت درخواستی کو مدرسہ قاسم العلوم ملتان کے لئے جانا تھا۔ اس لئے تبرکاً دو تین فضلاء کی دستار بندی کر کے رخصت ہو گئے۔

حضرت درخواستی کے بعد بہاولپور جامعہ اسلامیہ کے شیخ التفسیر حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی نے کمیونزم اور اسلام اور علماء کے اتحاد و اتفاق پر بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ علم دین کی فضیلت کا کوئی قائل ہو نہ ہو مگر حقیقت یہی ہے کہ علم کی فضیلت مسلم ہے۔ آپ نے ایک بہت بڑے امیر کا قصہ سنایا کہ وہ دولت ہی کو ہر عروج کا معیار سمجھتا تھا۔ مگر ایک عورت کا بچہ بیمار تھا۔ اس نے بچے کو آپ کے سامنے پیش کیا کہ اس پر دم کر دیں۔ آپ نے اس دولتمند کو فرمایا کہ بتا اس عورت نے بچہ کو تمہارے سامنے کیوں نہ پیش کیا۔؟ آخر میرے سامنے پیش اسی لئے تو کیا کہ اسکو علم دین کی قدر ہے۔ اور یہ سمجھتی ہے۔ کہ اللہ کے نام میں برکت ہے۔ اگر تیری دولتمندی معیار ہوتی تو پھر علم دین کی طرف لوگ راغب نہ ہوتے۔

مولانا افغانی مدظلہ نے فرمایا آج لوگ روٹی روٹی پکارتے ہیں۔ اور اس روٹی کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے یورپ نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر اقوام متحدہ کی رپورٹ شاہد ہے۔ کہ آدھی دنیا کے انسان پھر بھی بھوکے ہیں۔ اگر خدائی نظام میں انسان دخیل ہونا شروع کر دے تو پھر کام سنورتے نہیں بگڑتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کمیونزم میں جس مساوات کا پرچار کیا جاتا ہے۔ وہ ناقابل عمل ہے۔ اگر ہر کوئی لاکھ پتی بن جائے تو دنیا کے کام کون کرے۔؟ اگر ایک شخص کسی سے کہے کہ میرے کپڑے دھو دو۔ تو وہ کہے گا میں لاکھ پتی ہوں اور تم بھی لاکھ پتی ہو۔ تم خود ہی دھولو۔ اسی طرح اگر کسی سے حجامت بنوانی ہو اور کہا جائے کہ میری حجامت بنا دو۔ وہ کہے گا کہ میں بھی لاکھ پتی ہوں تم بھی لاکھ پتی۔ تم خود ہی حجامت بنالو۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کا نظام ہی ایسا

بنایا کہ انسان انسان کے کام آئے مگر انسانوں نے خدائی نظام کے مقابلہ میں اپنی طرف سے نظام بنانے شروع کر دیئے اور آخرالامر ناکامی ہی کا منہ دیکھنا پڑا۔ حضرت مولانا نے دلائل کے ساتھ کافی سیر حاصل بحث فرمائی اور عالمگیر جنگوں کا تذکرہ فرماتے ہوئے موجودہ ویٹ نام کی جنگ کا بھی تذکرہ کیا۔

ان کے بعد متحدہ عرب جمہوریہ کے ایک جید قاری استاذ عبدالرؤف نے اپنی مسحور کن تلاوت سے مجمع کو محو حیرت بنا دیا۔ تلاوت کے بعد خطیب پاکستان حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی نے اپنے مواعظ حسنہ سے حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ قرآن حکیم کی تلاوت اور آپ کے میٹھے انداز کلام سے مجمع پر سحر طاری تھا۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے اس نورانی جلسہ میں شرکت میرے لئے باعث افتخار ہے۔ انہوں نے وقت کے تقاضوں کی روشنی میں اہل علم کے مقام اور ذمہ داریوں پر گرانقدر خیالات کا اظہار کیا۔ آپ کے بلند پایہ ارشادات ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہے۔ اس مجلس میں ہزاروں اہل علم کے علاوہ مشہور تاریخی شخصیت تحریک ریشمی رومال کے سرگرم رکن اور حضرت شیخ الہند کے محبوب شاگرد سیر مالٹا مولانا عزیر گل کاکاخیل مدظلہ بھی شریک تھے۔

حضرت مولانا تھانوی کے بعد حضرت مولانا محمد علی جالندھری نے کئی دینی فتنوں پر اپنے مخصوص متکلمانہ انداز میں قرآن و سنت کی روشنی میں بحث فرمائی۔ اور فرمایا کہ مسلمان کو ان فتنوں کی زد میں نہیں آنا چاہیئے۔ آپ کا طرز تقریر بھی دلائل ہی کی روشنی میں ہوتا ہے۔ رات کا تیسرا پہر تھا۔ اور جلسہ پوری طرح جما ہوا تھا۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھری کی مفصل اور مدلل تقریر سے حاضرین کو بہت فوائد حاصل ہوئے ــــ جلسہ نماز فجر تک جاری رہا۔ آخری نشست اتوار کی صبح شروع ہوئی۔ ابتداء میں اس علاقہ کے مشہور مفسر قرآن مولانا عبدالہادی صاحب شاہ منصوری نے پشتو میں تقریر کی۔

اتوار ۸ اکتوبر بیشتر فضلاء کی دستاربندی کا دن تھا۔ غورغشتی کے شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیرالدین صاحب تشریف لائے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ۔ حضرت مولانا شمس الحق افغانی۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھری، حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی اور حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی کرسیوں پر تشریف فرما تھے۔ مولانا قاری محمد امین صاحب خطیب ورکشاپی محلہ راولپنڈی دستاریں پیش کرتے تھے۔ حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب دستار کے پیچ دے کر آخری پیچ حضرت مولانا نصیرالدین صاحب کے لئے رہنے دیتے تھے۔ پھر فضلاء حضرات اکابر کے سامنے ہو جاتے۔ جو اپنے دست شفقت سے ان فضلاء کے سروں پر پیار دیتے تھے۔ اور وہ مبارکیں لیتے ہوئے سٹیج سے اتر جاتے۔

دستاربندی کے اختتام پر حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی نے مندرجہ ذیل دعائیہ جملے

ارشاد فرمائے :-

"اللہ تعالیٰ یہ علم اور دین کا چشمہ جو دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے جاری ہوا ہے اسکو تا دیر سلامت رکھیں۔ جو اس چشمہ سے سیراب ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو مزید سیرابی نصیب فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا عبدالحق صاحب اور ان کے معاونین کو تا دیر سلامت رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کو جو پڑھ رہے ہیں یا آئندہ پڑھیں گے استقامت اور غنا سے ظاہری و باطنی عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو زندیقوں اور ملحدوں کی دست برد سے محفوظ رکھے۔ ساری دنیا کی نعمتیں ایک طرف اور دین کا علم ایک طرف، اللہ کے دین سے بڑھ کر کوئی بھی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہی یہ رہا ہے کہ جن کو دین کا علم دیا ان کو دنیا کا مال نہ دیا اور جن کو دنیا کا مال دیا ان کو علم دین سے محروم کر دیا۔ اللہ نے فرعون کو تخت و تاج دیا اور موسیٰؑ کو در بدر پھرایا نمرود کو بادشاہ بنایا اور ابراہیمؑ کو آگ میں ڈلوایا۔ عالم دین کو حقیر نہ سمجھنا چاہیئے اور علماء کو چاہیئے وہ بھی درویشی اور قناعت سے کام کریں۔ اللہ تعالیٰ اس مدرسہ اور مسجد کو آباد رکھیں۔ یہ مسجد کا صحن اور مدرسہ کے در و دیوار بڑے بڑے ایوانوں سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو تا دیر قائم و دائم رکھیں۔ آمین"

اس نشست میں علاقہ بھر کے علماء و اکابر کے علاوہ بلوچستان، وزیرستان، بنوں، ڈیرہ، ریاست سوات، دیر، باجوڑ وغیرہ کے صالح بزرگ اور علماء موجود تھے۔ ریاست سوات کے علماء میں وہاں کے محکمۂ قضاء کے صدر مولانا قاضی عزیز الرحمان صاحب بھی شامل تھے۔

بعد ازاں حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب نے اردو اور پشتو میں ملی جلی تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا انسان اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔ جب تک انسان ہی درست نہ ہو کائنات درست نہیں ہو سکتی۔ اگر انسان درست رہے تو ساری کائنات درست رہتی ہے۔ انسان عالم اکبر ہے۔ اور کائنات عالم اصغر ہے۔ مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ گاڑی کا انجن درست نہ ہو تو گاڑی بیکار ہے۔ اور اگر انجن درست رہے گا تو گاڑی بھی درست رہے گی۔ آپ نے فرمایا کہ انسان خلاصۂ کائنات ہے۔ اس لئے انسان کی اصلاح ازحد لازمی ہے۔ اور اصلاح ہوتی ہے قرآن و حدیث کے علوم اور اہل اللہ کی صحبت سے۔ آپ نے تزکیۂ باطن پر زور دیا۔

آخر میں حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور نے اپنے ارشادات عالیہ سے حاضرین مجلس کو نوازا۔ آپ نے فرمایا کہ اس مدرسہ میں حاضر ہو کر دلی راحت ہوتی ہے۔ اور اسکی کامیابی کیلئے شب و روز دعاگو ہوں۔ مسجد کافی وسیع ہے مگر آج اسکی وسعتیں بھی حاضرین کے لئے تنگ نظر آتی ہیں۔ اتنے مہمانوں کو کھانا دینا اور اتنے بڑے جلسہ کا اہتمام کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ آپ نے فرمایا

(باقی صـ۲۷ پر)